(قسط ۵۴) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی٭

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

۱۹۸۱ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزہ واقارب، اہل محلہ وگردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال وواقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

اسلامائزیشن کے حوالے سے صدر ضیاء الحق سے طویل ملاقات:

اس سلسلہ میں سست روی، عبوری، آئین میں قادیانیوں سے متعلقہ ترمیم نظرانداز کرنے اوروفاقی شرعی عدالت کا رجم کو حد نہ قرار دینے کے معاملہ وغیرہ پر علماء کی تشویش اور تجاویز:

۷/اپریل ۱۹۸۱ء: کی رات کوملک کے مختلف مکاتب فکر کے ۴۷/افراد پر مشتمل جید علماء کا ایک نمائندہ وفد صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے ملا اور یہ ملاقات تین گھنٹے تک جاری رہی بعض اہل درد اور مخلص حضرات کی تحریک وتجویز اور جدوجہد سے ایسا بھاری نمائندہ وفد تشکیل پایا۔ ملاقات سے قبل ملک بھر کے دوڈھائی سو جید علماء نے اپنے اجتماع میں دل کھول کر ملکی ودینی حالات پر اظہار خیال کیا۔ملاقات کیلئے محضر نامہ مرتب کرنے کیلئے اپنی تجاویز واحساسات سے وفد کو آگاہ کیا۔چنانچہ دینی وملی اہم مسائل پر نہایت احتیاط سے ۲۰ نکات پر مشتمل ایک عرضداشت مرتب کی گئی جس میں مداہنت وخوشامد اور تملق کے انداز سے کلی

احتراز کرتے ہوئے مگر وقار ومتانت دل سوزی اور خلوص وللّٰہیت کو ملحوظ رکھ کر دینی وعلمی حلقوں کے اضطراب وپریشانی اور اسلامی نظام کی طرف پیش رفت کی رفتار پر دلی بے اطمینانی ظاہر کی گئی تھی اور صدر پاکستان سے ان نکات پر فوری عملدرآمد کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

یہ ملاقات اس پس منظر میں ہوئی کہ ایک طرف صدر پاکستان کا اسلامی نظام سے وابستگی، اعلانات اور دعاوی، دوسری طرف اس میدان میں عملی طور پر نہایت سست روی تیسری طرف ملک اور ملت کے دشمنوں اور لادینی قوتوں کا از سرنو متحرک اور سرگرم ہو کر انتشار کی سازشوں اور منصوبوں کے لئے راہ ہموار کرنے کے عزائم اور سرگرمیاں، ان سب امور نے دردمند علماء اور مسلمانوں کو شدید اضطراب اور تذبذب کی شکل میں ڈال دیا تھا اور وہ صدر پاکستان سے لگی لپٹی بغیر دو اور دو چار کی طرح دوٹوک بات کرنا چاہتے تھے کہ ایسے میں وفاقی شرعی عدالت کے کتاب وسنت کی تشریعی عظمتوں اور اسلامی فقہ وقوانین کی تفاصیل سے بے خبر ججوں نے ایک فیصلہ میں رجم کو حد قرار دینے کے خلاف فیصلہ دیا۔ یہ فیصلہ ایک طرف کتاب وسنت کی قطعی نصوص اور اجماع امت کے خلاف قطعی بغاوت تھا تو دوسری طرف شرعی عدالت کے نام پر قائم کئے جانے والے عدالت کی بھی کھلی توہین تھا اور یہ ستم ظریفی نہ تھی تو کیا تھا کہ کسی عدالت کے ججوں نے خود ہی جن کا ذہن کتاب وسنت کے بارہ میں مؤمنانہ نہیں تھا (جن کے شواہد ان کے دئے گئے فیصلہ میں موجود ہیں) کھلے بندوں اپنی ہی عدالت جو شرعی کہلاتی تھی کہ ایسی گستاخانہ توہین کی دوسری طرف عبوری آئین میں قادیانی فرقہ سے متعلق ترمیم کو نظرانداز کردینے سے اور بھی جذبات میں اشتعال پیدا ہوا ایسے حالات میں صدر پاکستان سے ملاقات ہوئی۔ احقر بھی شریک وفد تھا محضرنامہ من وعن پڑھ کر سنایا گیا جسے صدر پاکستان نے پوری توجہ وانہماک سے سنا۔ اس کے بعد مندرجہ نکات اور عام دینی حالات پر وفد میں سے منتخب چند افراد کو اظہار خیال کا بھی موقع ملا۔ احقر نے بھی از راہ نصح وخیرخواہی جذبات واحساسات کو مختصراً ظاہر کیا۔

صدر محترم نے آخر میں شق وار ان نکات پر اظہار خیال کیا اس سلسلہ میں شرعی عدالت میں علماء کی شمولیت اور از سرنو تشکیل، عبوری آئین میں قادیانیت سے متعلق ترمیم کے بروقت فیصلے کئے گئے، دینی مدارس کے نصاب ونظام کے سلسلہ میں صدر صاحب نے قومی کمیٹی کی رپورٹ کو واپس لینے اور کسی طرح بھی مداخلت نہ کرنے کا اعلان کیا سود وغیرہ کے بارے میں بہت جلد اقدامات کے وعدے کئے جس کے ایفاء اور جلد از جلد تعمیل کا ملک پوری شدت سے انتظار کررہا ہے، خدا کرے اس سمت صدر پاکستان رکاوٹوں پر جلد

از جلد قابو پاسکیں اور جرأت پر مبنی مؤمنانہ فیصلے فرما کر عملی طور اسلام کی برکتوں سے ملک کو مالا مال کرسکیں۔ دینی وملکی حالات علماءِ مخلصین کا حکومت کے ساتھ رویہ وطرزِ عمل، موجودہ خدشات اور اضطرابات پر محضر نامہ کی تمہید میں جامع انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ محضر نامہ بھی علماء کرام کا اس ملک میں نظام اسلام کے نفاذ واظہارِ حق کے مساعی کے سلسلہ کا ایک تاریخی حصہ ہے اس لئے ہم پیش کردہ محضر نامہ کو پیش کررہے ہیں۔

محضر نامہ: (نوٹ: جو صدر پاکستان کو ۷۴ علماء کے وفد نے پیش کیا)

یادداشت بگرامی خدمت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب صدر مملکت پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! پچھلے تین سال میں پاکستان کے مسلمانوں بالخصوص علماء کرام کی ہمدردیاں اس امید پر آپ اور آپ کی حکومت کے ساتھ رہی ہیں کہ آپ اپنے بے شمار اعلانات کے مطابق اپنے دورِ حکومت میں نفاذِ شریعت کی کم ازکم بنیادیں رکھ کر اس ملک کو اس منزل کی طرف گامزن کردیں جس کے لئے وہ وجود میں آیا تھا اسی امید پر ملک کے علماء اور سنجیدہ دینی حلقے آپ کے حکومت کے ساتھ مقدور بھر تعاون کرتے رہے ہیں۔ اوران میں سے کچھ نے اپنی ذاتی اور جماعتی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر اور آپ کے مخالفین کی طعن وملامت سہ کر دین کی خاطر آپ کی حکومت کا دفاع بھی کیا ہے۔ لیکن اب صورت حال اس مرحلے پر پہنچ چکی ہے۔ کہ اس پر خاموش رہنے کو علماء بدترین مداہنت، ملک وملت کے ساتھ بیوفائی اور اپنے پروردگار کے حضور گناہ عظیم سمجھتے ہیں۔

پچھلے ساڑھے تین سال کے دوران نفاذِ شریعت کے بنیادی کام بدستور معرضِ التوا میں پڑے رہے ہیں اور جو چند اقدامات اس سمت میں ہوئے چونکہ ان کے ضروری لوازم پورے نہیں ہوسکے اس لئے معاشرے پر ان کے عملی اثرات ظاہر نہیں ہوئے اور عام نظروں میں وہ بے معنی اور بے وقعت ہوچکے ہیں اور اس سے باہمی بداعتمادی اور نفاذِ شریعت کے بارے میں مایوسی پیدا ہورہی ہے۔

اس صورت حال میں ایک طرف ہم سنگین اجتماعی گناہ کے مرتکب ہورہے ہیں۔ دوسری طرف اس سے ملک میں عام بے چینی پیدا ہورہی ہے اور اس سے تخریب پسند عناصر فائدہ اٹھارہے ہیں اس موقع پر ہر مکتبِ فکر کے پچاس علماء ۹ر مارچ کو اس مقصد کے لئے جمع ہوئے کہ وہ ان حالات میں اپنے فرائض پر غور کریں اور ایک مرتبہ پھر ایسی تجاویز آپ کی خدمت میں پیش کریں جن سے صرف قولی طور پر نہیں بلکہ عملی طور پر ملک کا اسلامی رخ متعین ہوجائے۔

خیال یہ تھا کہ اگر آپ کی طرف سے یہ ٹھوس اقدامات کر لئے گئے تو موجودہ حکومت کے اسلامی

کردار سے خود مطمئن ہونے اور عوام کو مطمئن کرنے کے بعد علماء اور عوام ان عناصر کا علی وجہ البصیرت مقابلہ کر سکیں جو ملک میں افراتفری پھیلانے کے درپے ہیں۔ چنانچہ علماء کرام کے تمام مکاتیب فکر کے پچاس نمائندگان کی طرف سے بیس نکات پر مشتمل ایک یادداشت مرتب کی گئی اور طے کیا گیا کہ ایک نمائندہ وفد یہ یادداشت آپ کو پیش کرے گا۔ لیکن افسوس ہے کہ پچھلے دنوں سے سرکاری حلقوں کی طرف سے پے درپے چند ایسے اقدامات ہوئے جنہوں نے صرف علماء کے نہیں ملک کے تمام مخلص مسلمانوں کے دینی جذبات کو بری طرح زخمی کر کے رکھ دیا۔ اب تک علماء اور عوام کو شکوہ یہ تھا کہ نفاذ شریعت کے کام میں دیر ہو رہی ہے لیکن ان اقدامات نے شریعت میں تحریف و ترمیم کا دروازہ چوپٹ کھول کر یہ اضطراب انگیز احساس دلوں میں پیدا کر دیا کہ اب ہم نے نفاذ شریعت کی طرف آگے بڑھنے کے بجائے اور پیچھے ہٹنا شروع کر دیا ہے کیونکہ اب بات بے عملی کی حد تک محدود نہیں رہی بلکہ دین کے انکار کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے اور اگر اس سلسلہ کو روکا نہ گیا تو دین کا حلیہ بگڑ کر رہ جائیگا اور ظاہر ہے کہ اس صورت حال کو اس ملک کے علماء اور دین کے نام پر مرمٹنے والے مسلمان کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ایسا ہی ایک اجتماع آج ۷ راپریل ۱۹۸۱ء کو راولپنڈی میں منعقد ہوا جس میں ہر مکتب فکر کے تقریباً دوصد سے زائد علماء نے شرکت کی۔ اس اجتماع میں طے کیا گیا کہ قبل اس کے کہ ان سنگین اقدامات کے خلاف عوامی جذبات احتجاج کی صورت اختیار کریں اور میدان ان کا استحصال پسندوں کے ہاتھوں میں آجائے۔ آپ سے ملاقات کر کے ان مسائل کی سنگینی اور ان کے بارے میں ملت کے جذبات سے آپ کو آگاہ کیا جائے۔ اور آپ سے درخواست کی جائے کہ ان بیس نکات میں سے جو اجتماع لاہور میں طے ہوئے تھے مندرجہ ذیل اقدامات پر آپ بلا تاخیر اور فوری طور سے عمل فرمائیں اور خدا کیلئے اس قوم کو جو پہلے ہی صدموں سے نڈھال ہے۔ مزید افتراق وانتشار سے بچالیں۔

صدر محترم! اس ملک کے مخلص مسلمانوں اور علماء کو آپ سے دین کی خاطر ہمدردی ہے۔ ہم ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ اس نازک موقع پر جب کہ انتشار پسند عناصر ملک میں افراتفری پھیلانا چاہتے ہیں کوئی مزید انتشار پیدا ہو یا علماء کے کسی عمل سے ان عناصر کو فائدہ پہنچے لیکن دین کے خادموں کی حیثیت سے یہ بات ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ کہ ایک اسلامی حکومت میں اسلام ہی کے نام پر اسلام کے اجماعی مسلمات کو ذبح ہوتا ہوا دیکھیں اور خاموش رہیں۔ قرآن وسنت کو عدالتوں میں موم کی ناک بنا کر انہیں برملا جھٹلایا جائے اور ہم لوگوں سے یہ کہیں کہ ملک میں اسلام کا بول بالا ہو رہا ہے۔ ملک کے عبوری آئین سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے والی دفعہ حذف کی جائے اور ہم لوگوں کو یہ باور کرائیں کہ ختم نبوت کا عقیدہ پوری طرح محفوظ ہے۔

بینکوں میں اسلامی معیشت کے نام پر لوگوں کو سود کھلایا جائے اور ہم یہ اعلان کریں کہ ملک میں اسلامی معیشت کا احیاء ہو رہا ہے۔

لہٰذا آج ہم آپ سے یہ گذارش کرنے آئے ہیں کہ انتظار و اشتیاق اور تاخیر و تعویق کا وقت اب گذر چکا ہے۔ خدا کیلئے ان اکیس نکات پر فوری طور سے عمل درآمد کرائیے اور ان اکیس نکات میں سے بھی خاص طور پر درج ذیل امور کا آج ہی فیصلہ فرما دیجئے۔ ان امور کی انجام دہی میں ہم ہر قسم کا تعاون پیش کرتے ہیں۔

(۱) سب سے پہلا اہم مسئلہ وفاقی شرعی عدالت کا ہے۔ علماء مدت سے یہ کہتے آئے ہیں کہ ان عدالتوں میں قرآن و سنت کے علوم میں ماہر علماء کو جج مقرر کیا جائے۔ ورنہ اس عدالت کے ذریعہ شریعت میں تحریف و ترمیم شروع ہو جائے گی۔ یہ اندیشہ اب عملاً انتہائی تشویشناک صورت میں سامنے آچکا ہے۔ حدود آرڈی ننس کے قوانین کو بحمد اللہ پوری قوم کی سرگرم تائید و حمایت حاصل تھی لیکن وفاقی شرعی عدالت کے رجم کے بارے میں حالیہ شرمناک فیصلے کے ذریعہ ملک میں شدید اضطراب پیدا کر دیا ہے اور یہ صورتِ حال درحقیقت اس بات کا نتیجہ ہے کہ وفاقی شرعی عدالت جیسے اہم منصب پر ان جج صاحبان کو مقرر کر دیا گیا ہے۔ جنھوں نے قرآن و سنت، فقہ اور متعلقہ علوم کی ابجد بھی کسی سے نہیں سیکھی۔ کس قدر ظلم کی بات ہے، کہ کسی قانون کے قرآن و سنت کے مطابق یا مخالف ہونے کا فیصلہ وہ حضرات کریں جو قرآن کریم کی ایک آیت کا ترجمہ کرنے پر بھی قادر نہ ہوں اور جو حدیث کا کوئی ایک جملہ صحیح طور پر پڑھ نہ سکیں یا جو اس کی حجیت ہی کے قائل نہ ہوں۔ اگرچہ حکومت نے اس فیصلے کے خلاف اپیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ سپریم کورٹ میں جو جج صاحبان یہ اپیل سنیں گے وہ بھی "انگریزی" قانون کے خواہ کتنے ماہر ہوں لیکن قرآن و سنت کو سمجھنے اور اس بارے میں قابل اعتماد بات کہنے سے قطعی معذور ہے، واقعہ یہ ہے کہ جب تک شریعت کے بارے میں ایسے اہم فیصلے ایسے ہاتھوں میں رہیں گے، جو قرآن و سنت کے معاملہ میں صاف گوئی معاف ...... قطعی طور پر نااہل ہیں۔ اس وقت تک اس طرح مسائل پیدا ہوتے رہیں گے۔ آج رجم جیسے اجماعی مسئلہ کو جو چودہ سو سال سے مسلّم چلا آرہا ہے اور جس پر قرآن و سنت کے بیشمار دلائل موجود ہیں۔ اسلام کے منافی قرار دینے کی جسارت کی گئی کل سود کو حلال قرار دیا جائیگا پرسوں اشتراکیت کو عین اسلام قرار دینے کی کوشش کی جائیگی اور پھر دین کا حلیہ بگاڑنے کا یہ سلسلہ کسی حد پر نہیں رک سکے گا۔

یہ صورت حال تمام مسلمانوں کے لئے قطعی ناقابل برداشت ہے اور اس سے جو انتشار پیدا ہوگا۔ اس کا اس وقت تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا اگر اس خرابی کا سدباب کرنا ہے تو اس کا کوئی راستہ اس کے بغیر

نہیں کہ وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کی شرعی بینچ جنکی قرآن وسنت میں مہارت ، علم وفضل اور تقوی پرامت کو اعتماد ہو۔ پھر اسی عدالت کے ذریعہ اس فیصلہ پر نظر ثانی کرائی جائے۔ ہمیں معلوم ہے کہ موجودہ عدلیہ اس تجویز کے شدید مخالف ہے لیکن اگر ان کی مخالفت کے علی الرغم عبوری آئین کے حالیہ دفعات حذف ہوسکتی ہیں تو اس سراسر معقول اور حق وانصاف پرمبنی مطالبے کو بھی بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں ان شاءاللہ پوری قوم اس اقدام کی بھرپور تائید کریگی۔

(۲) چند روز قبل جو نیا عبوری آئین نافذ ہوا ہے۔ اس میں یہ تشویشناک صورتحال سامنے آئی ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کی دفعہ ۱۰۶ بھی حذف کردی گئی ہے۔ حالانکہ یہی وہ دفعہ ہے جسمیں قادیانیوں اوران کے لاہوری گروپ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی صراحت تھی آپ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ آئین کی دفعہ پاکستان کے مسلمانوں نے کن بے بہا قربانیوں اور کس متواتر جدوجہد کے بعد منوائی تھی اور اسے دستور میں درج کرانے کیلئے ملک میں کتنی عظیم تحریک برپا ہوئی تھی۔ ہمیں اندازہ نہیں ہے کہ کن عناصر نے اپنی شرارت اور ملک دشمن ریشہ دوانیوں کے ذریعہ اس نازک مرحلہ پر ایسی حساس دفعہ کو حذف کرنے کی جسارت کی ہے آپ کو یقیناً اندازہ ہوگا کہ اس دفعہ کے حذف ہوجانے سے ملک میں کیسی نازک صورتحال پیدا ہوسکتی ہے اوراس کے کیسے سنگین نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔ ہمارا گمان یہ ہے کہ آئین سے اس دفعہ کا اخراج آپ کے علم کے بغیر ہوا ہے۔ اس لئے ہم اس یادداشت کے ذریعہ یہ اضطراب انگیز صورتحال آپ کے علم میں لا رہے ہیں۔ تاکہ آپ فوری طور پر اس کا تدارک بھی فرمائیں اوران عناصر کو قرارواقعی سزادیں جنہوں نے اس دفعہ کو حذف کرکے ملک میں انتشار پھیلانے کی مذموم کوشش کی ہے۔

ممکن ہے کہ اس دفعہ کو حذف کرنے کی یہ تاویل کی جائے کہ یہ دفعہ انتخاب کے ضمن میں آئی تھی اور انتخاب سے متعلق تمام امور معطل ہوئے ہیں۔ اسلئے یہ دفعہ بھی معطل ہوگئی ہے لیکن ہم واضح الفاظ میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ تاویل قطعی طور پر ناقابل قبول ہے اول تو انتخابات کے ملتوی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انتخاب سے متعلق تمام دفعات حذف کردی جائیں۔ دوسرے اگر انتخاب والی دفعات کو کسی وجہ سے معطل کرنا ضروری سمجھا گیا تھا۔ تو قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کیلئے کسی نئی دفعہ کا اضافہ ضروری تھا۔ مثلاً دفعہ ۲۶۰ کے آخر میں یہ تشریح بڑھائی جاسکتی تھی کہ:

''قادیانی اور لاہوری گروپ جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں وہ اس دفعہ کے تحت غیر مسلم کی تعریف میں داخل ہیں''

لہٰذا براہ کرام قبل اس کے کہ یہ مسئلہ عوامی احتجاج کی صورت اختیار کرے فوری طور پر یا تو دفعہ ۱۰۶ شق ۳ کو بحال کیا جائے یا دفعہ ۲۶۰ میں مذکورہ تشریح کا اضافہ کیا جائے۔ ایسے ہی ایک المناک صورتحال حالیہ مردم شماری کے دوران سامنے آئی کہ ایک غیر مسلم اقلیت یعنی قادیانیوں نے اپنا نام مسلمان کی حیثیت سے درج کرایا جبکہ ایسا کرنا آئین پاکستان کی کھلی خلاف ورزی تھی اور جس سے اس اقلیت کو اپنے مذموم، اسلام دشمن مقاصد کی تکمیل کے راستے کھل گئے اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ مردم شماری کا طریقہ کار وضع کرتے وقت اس نزاکت کا نہ صرف کوئی خیال نہیں رکھا گیا بلکہ ان کی غلط بیانی کو عملاً سند جواز دی گئی۔ لہٰذا اس کے ازالہ کیلئے ضروری ہے کہ اس اقلیت کی مردم شماری کالعدم قرار دیکر ان کی غلط بیانی پر مقدمہ چلایا جائے اور اس کی دوبارہ مردم شماری کرائی جائے۔

(۳) تیسرا مسئلہ بینکوں میں غیر سودی کاونٹرز کا ہے یہ بات اب بالکل واضح ہو چکی ہے کہ ان کاونٹرز کے کاروبار کو غیر سودی قرار دینا محض ایک فریب ہے اس مسئلہ میں علماء اور ماہرین معاشیات کے مختلف مقالے، اخبارات ورسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک حکومت کی طرف سے اس طریقہ کار کو بدلنے کیلئے کوئی ابتدائی اقدام بھی سامنے نہیں آیا بلکہ نیشنل بنک کے جنرل منیجر کی طرف سے تمام شاخوں کو یہ ہدایت بذریعہ اخبار کی گئی ہے کہ پی، ایل، ایس اکاونٹ کے تمام ممبروں کو آٹھ فیصد کے حساب سے متعین منافع (سود) ادا کیا جائے۔

(۴) جن جرائم کی سزا حدود آرڈی ننس میں طے کی گئی ہے ان سے متعلق مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعات کو منسوخ کر کے ان کے قابل تعزیر جرائم کو حدود آرڈی ننس ہی میں شامل کیا جائے۔

(۵) سرکاری ملازمین بالخصوص افسران کے تقرر اور ترقی میں ان کے اسلامی کردار کو بنیادی اہمیت دی جائے اور اس مقصد کے لئے ان کی خفیہ سالانہ رپورٹوں میں ضروری معلومات کا اندراج کیا جائے۔

(۶) مخلوط تعلیم کو ختم کیا جائے۔

(۷) تمام سول، فوجی اور پیشہ ورانہ تربیتی اداروں میں بنیادی اسلامی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے۔

(۸) ملک کے تمام دینی مدارس کے آزادی اور خود مختاری کو برقرار رکھے جائے اور اس سلسلے میں وزارتِ تعلیم اور وزارتِ مذہبی امور کی مجوزہ تعلیمی اسکیم فی الفور واپس لیا جائے۔

(۹) غیر اسلامی عائلی قوانین کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے۔

(۱۰) آئندہ تمام قوانین کی زبان اردو قرار دی جائے اور سابقہ قوانین کو بھی اردو میں تبدیل کیا جائے۔

(۱۱) سربراہ مملکت سے سرکاری عمال تک سب کو سادہ قومی لباس اور سادہ اسلامی بود و باش کا پابند

بنایا جائے۔

(۱۲) مرزائیوں کے بارے میں ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کے مطابق قانون سازی کی جائے اوراس اقلیت کے علیحدہ مذہبی تشخص کو واضح کرنے اور اسلام سے اسکے التباس کو دور کرنے کیلئے مؤثر اقدامات کئے جائیں۔

(۱۳) ذرائع ابلاغ کیلئے دینی تعلیمات کی روشنی میں واضح رہنما اصول مرتب کر کے ان کو ان اصولوں کا پابند بنایا جائے اور ایک ایسی بااختیار مانیٹرز کمیٹی مقرر کی جائے جو دینی ذوق رکھتے ہوں اور پھر ان کو یہ اختیار دیا جائے کہ ذرائع ابلاغ کیطرف سے اگر ان اصولوں کی خلاف ورزی ہو تو وہ اس پر براہ راست متعلقہ ذرائع سے بازپُرس کر سکے۔

(۱۴) قومی تعلیمی کونسل ایسے ماہرین اور علماء کو شامل کیا جائے جو اس کو صحیح معنی میں اسلامی سانچے میں ڈھال سکیں۔

(۱۵) تعلیمی اداروں کو ملحدانہ اور غیر اسلامی نظریات کے حامل اساتذہ سے پاک کیا جائے۔

(۱۶) سرکاری تقریبات میں ہر قسم کی فضول خرچی سے مکمل اجتناب کیا جائے اور فی کس اخراجات کی حد مقرر کی جائے۔

(۱۷) سرکاری ملازمین کے درمیان تنخواہوں اور درجات کے غیر معمولی تفاوت کو کم تر کیا جائے۔

(۱۸) عوام کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کیلئے مؤثر اقدامات کئے جائیں۔

(۱۹) انصاف کے آسان اور بلاتاخیر حصول کو ممکن بنانے کیلئے موجودہ طویل اور پیچیدہ عدالتی نظام کو تبدیل کیا جائے۔

(۲۰) عدالتوں میں وکلاء کو بحیثیت مشیر عدالت مقرر کیا جائے اور جانبدارانہ وکالت کے نظام کو ختم کیا جائے۔

(۲۱) شرعی حدود پر عملدرآمد کیلئے ڈویژن کی سطح پر بااختیار قاضیوں کا تقرر عمل میں لائے جائے جو قرآن وسنت اور فقہ کا علم رکھتے ہوں نیز جرائم اور بدعنوانیوں کے انسداد کیلئے بااختیار محکمہ احتساب متعلقہ قاضی کی سربراہی میں قائم کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ملک میں نفاذ شریعت کے سلسلے میں عملی اقدامات کی توفیق مرحمت فرمائے اور اس معاملے میں آپ کو ہمت وقوت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

شیخ الحدیثؒ کا افغان مجاہدین سے باہمی اختلافات ترک کرنے کی اپیل

افغانستان میں اشتراکیت سے برسرپیکار مجاہدین کی باہمی گروہ بندی، اختلافات اور انتشار پر پچھلے

دنوں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے جون کے پہلے ہفتہ میں ذیل کا پردرد مکتوب (جسے حضرت کے ہدایات و رہنمائی میں احقر نے مرتب کیا) ایک وفد (جس میں احقر کے علاوہ مولانا قاضی عبداللطیف کلاچوی اور، مولانا قاری سعید الرحمٰن شامل تھے) کے ہاتھ مجاہدین کے مختلف احزاب کے زعماء کی خدمت میں بھیجا، جس کا متن یہ ہے

گرامی قدر مجاہدین اسلام وحامیانِ دینِ متین ، زعماء جہاد افغانستان وجمیع رفقاء ومجاهدین وجنود اسلام ایدکم الله

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ! مزاج گرامی! آپ حضرات کے مجاہدانہ اور سرفروشانہ کارنامے اس الحاد ودہریت وزندیقیت کے زمانہ میں اسلام اور عالم اسلام کیلئے قرون اولی کی یاد تازہ کررہے ہیں، بے سروسامانی کے عالم میں ایک ایسی قوت جابرہ کا مقابلہ جو اس وقت دنیا میں انا ربکم الاعلیٰ کا مدعی ہے اور اللہ تعالیٰ کی وجود کو چیلنج کررہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی لانہایت امداد اور نصرت کے بغیر ناممکن ہے۔ ہم اگر چہ کمزور ہے لیکن یقین جانئے کہ ہماری مخلصانہ دعائیں شب وروز آپ کے شریکِ کار ہیں۔

محترم! آپ خود علماء اور اہل علم ہیں بے اتفاقی تشت اور باہمی اختلاف کے بارے میں قرآن کریم کی تصریحات، احادیث نبوی علی صاحبہا الف الف صلوۃ، اور مسلمانوں کی پوری تاریخ عروج وزوال آپ سے پوشیدہ نہیں، جسکی تکرار آپ حضرات کے سامنے تحصیل حاصل ہوگی۔ میں آپ کو خالق کائنات کا واسطہ دیکر یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں کا اختلاف صرف دو افراد، دو گروہوں، دو جماعتوں کا اختلاف نہیں اس سے عالم اسلام ٹکڑے ہورہا ہے آپ اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہیں کہ آپ کا جہاد کسی ایک سرزمین کا نہیں اس کا جغرافیائی حدود سے تعلق نہیں بلکہ یہ ایک نظریاتی جنگ ہے جس کو بجا طور پر عالم اسلام کی جنگ قرار دیا جاسکتا ہے اور آپ صرف افغانستان کیلئے نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کیلئے لڑرہے ہیں۔ صرف میں اور میرا دارالعلوم نہیں پاکستان کے تمام علماء کرام اور تمام عالم اسلام اس سے سخت پریشان ہے آپ کی معمولی ناچاقی شماتت اعداد کا ذریعہ بن رہی ہے۔ نصرت الٰہی کے انقطاع کا ذریعہ بن رہی ہے۔ مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کا باعث باہمی افتراق بن رہا ہے۔ اس وقت جو مقام جہاد وعزیمت اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے۔ خدانخواستہ ایسی معمولی لغزش سے اگر اس کو کچھ بھی گزند پہنچا تو اس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور مسلمانوں کے نزدیک آپ حضرات پر ہوگی۔ پاکستان کے تمام علماء کرام کی جانب سے آپ سے دست بستہ درخواست کرتا ہوں کہ للہ ان اختلافات کو بلاتاخیر ختم کیجئے۔ اس وقت میں اپنے بیٹے برخوردار مولانا سمیع الحق اور ڈیرہ اسماعیل خان کے مشہور عالم دین قاضی عبداللطیف صاحب کلاچوی اور راولپنڈی کے معروف عالم دین برخوردار قاری سعید الرحمٰن صاحب کو بطور خصوصی وفد اس

غرض سے آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں اور صمیم قلب سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مشکل کو آسان فرمادے وھو میسر لکل عسیر اور اگر ضرورت پڑی تو انتہائی کمزوری اور بیماری کے باوجود خود بھی حاضری سے دریغ نہیں کرونگا۔ میرا ارادہ ہے کہ مجاہدین کی بھرپور امداد اور حمایت کے لئے عنقریب پاکستان اور خصوصا سرحد و بلوچستان کے علماء اور اہل درد حضرات اور صلحاء سے بھی رابطہ قائم کروں اور اس سلسلہ میں آج تک جو کسل واقع ہوا ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمادے اسکی تلافی کیلئے بھی ان سے مشورہ کروں۔

"عبدالحق عفی عنہ"

اتحاد کی ضرورت محسوس کرنا

ہم نے کئی دن تک حضرت کے مکتوب کی روشنی میں پشاور میں مقیم زعماء جہاد سے بات چیت کی جو الحمدللہ کسی حد تک کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور اتحاد کی ضرورت کو سب نے محسوس کیا اور کچھ حضرات نے اس سلسلہ میں قدم بھی اٹھایا۔

O

ختم بخاری شریف وتعطیلات

۳۰ رجب ۱۴۰۱ھ بمطابق ۳ جون 1981 کو دارالعلوم میں ختم بخاری شریف کی تقریب ہوئی ۔ دارالحدیث اساتذہ وطلبہ اور مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ حضرت والد محترم نے آخری حدیث کی تشریح کے بعد سوا گھنٹہ تک خطاب فرمایا۔ یکم شعبان کو سالانہ امتحانات شروع ہوئے جو ۱۰ رشعبان تک جاری رہے ۔ دورۂ حدیث کے امتحانات وفاق المدارس العربیہ کی نگرانی میں ہوئے ۔نگران امتحانات مولانا مجاہد خان الحسینی فاضل دیوبند تھے ۔ اس کے بعد دارالعلوم کے تعلیمی شعبوں میں سالانہ تعطیل ہوئی جو ۱۰ رشوال تک جاری رہے گی۔

وفاق المدارس کا اجلاس اور اس میں مسئلہ افغانستان کے حوالہ سے قرارداد پیش کرنا

۱۲ رجون: کی شب کو کراچی پہنچے ،۱۳ رجون :کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ نیوٹاؤن میں وفاق المدارس کے اجلاس عاملہ میں شرکت کی۔

۱۴، ۱۵، ۱۶ رجون کو وفاق کے مجلس شوریٰ کے جلسوں میں برابر شریک رہے اور اجلاس میں بھرپور حصہ لیا۔ افتتاحی اجلاس میں مسئلہ افغانستان پر اشتراکیت اور اس کے ہمنواؤں کے بارہ میں ایک مؤثر قرارداد پیش کی ۔ جسے متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔ یہ قرارداد مرتب کرنے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے ناچیز کو دی اسے وفاق کے رجسٹر کاروائی میں بھی احقر نے درج کیا۔ یہ قرارداد علماء حق کی جانب سے جہاد افغانستان کی تائید میں

پہلا اعلان تھا: اس قرارداد کا متن یہ تھا:

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا یہ عظیم الشان اورنمائندہ اجلاس علماء کرام ، مشائخ اور طلباء مدارس دینیہ کی اس برادری کو پرزور خراج تحسین پیش کرتا ہے ،جونہایت جانثاری وجانسپاری کے ساتھ افغانستان میں دنیا کی سب سے بڑی استبدادی طاقت اور دشمن انسانیت ومذہب ، اشترا کی ،روس حکومت سے برسرپیکار ہے جہاں روسی حکومت اور اس کے اشترا کی ہمنواؤں نے مدارس عربیہ کو تہ وبالا کردیا ہے ، خانقاہیں مسمار ہو چکی ہیں اور مساجد کو تباہ کیا جارہا ہے اور دینی علمی حلقوں سے وابستہ ایک ایک شخص کو چن چن کر تہہ تیغ کیا جارہا ہے وفاق المدارس العربیہ کا یہ اجلاس اپنے ان افغانستانی قابل فخر سپوتوں اور فضلاء کو بھی سلام کرتا ہے جو وفاق المدارس سے وابستہ مدارس سے فارغ ہوئے اور اب سے رقم کررہے ہیں اوران فضلاء میں اب تک سینکڑوں جام شہادت نوش کر چکے ہیں ،وفاق المدارس العربیہ کے نزدیک یہ غیور علماء شمع اسلام پر نثار ہو کر جہاد وعزیمت کا زریں باب رقم کررہے ہیں جو دنیا بھر کے علماء کے لئے عموماً اور پاکستان کے دینی علماء حلقوں کیلئے خصوصاً دعوت عمل دے رہے ہیں چونکہ اشترا کیت کی یہ یلغار پاکستان کے دروازے پر دستک دے رہی ہے اس لئے وفاق المدارس کا یہ اجلاس یہاں کے اہل علم ارباب مدارس خانقاہوں اور دینی مراکز سے وابستہ حلقوں سے اپیل کرتا ہے ، کہ وہ ان حالات پر گہری نظر رکھے اور اس بارے میں مسئولیت خداوندی کا احساس اور جذبہ بیداری کو اپنے اندر پیدا کریں وفاق المدارس کا یہ اجلاس اس جہاد کو عظیم اسلامی جہاد قرار دیتے ہوئے شہداء کیلئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

اجلاس جو ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔اس کی کامیابی میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ نے بھرپور اور قابل تقلید وتحسین حصہ لیا اجلاس میں کئی ذیلی کمیٹیوں کی تشکیل بھی ہوئی جن میں مولانا سمیع الحق صاحب بھی شامل ہیں جس کے ختم اجلاس کے بعد کراچی میں کچھ اجلاس ہوئے۔

اہلیہ حضرت مولانا مفتی شفیعؒ کی رحلت پر تعزیت اور گلشن اقبال کے دو مدارس کا دورہ

قیام کراچی کے دوران دارالعلوم کراچی جاکر مولانا محمد رفیع عثمانی اور مولانا تقی عثمانی سے ان کی والدہ ماجدہ کی وفات پر اظہار تعزیت بھی کیا اور مرحومہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔

۱۹ ؍جون: گلشن اقبال بلاک نمبر۲ کراچی کے مدرسہ احسن العلوم میں فاضل نوجوان مولانا زرولی خان صاحب کی دعوت پر خطبۂ جمعہ دیا، جس میں اسلام اور عصر حاضر کی مصنوعی تہذیبوں کو موضوع سخن بنایا، نماز جمعہ کے بعد موصوف کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں مدرسہ نیوٹاؤن کے زعماء بھی شریک

ہوئے ۔ واپسی پر احقر نے گلشن اقبال میں واقع مولانا حکیم محمد اختر مدظلہ کی خانقاہ امدادیہ اور ان کے مکتبہ کا معائنہ بھی کیا۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ راولپنڈی پشاور اور لارنس پور کے تبلیغی اسفار

۱۹ر جون: کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مولانا قاری محمد امین صاحب کی دعوت پر جامعہ عثمانیہ روکشالی راولپنڈی کے جلسہ دستار بندی میں شرکت کی۔ نماز جمعہ سے قبل آپ نے نصائح سے لبریز خطاب فرمایا۔ نماز جمعہ پڑھا کر طلبہ کی دستار بندی فرمائی۔

صاحبزادہ مولانا محمد ارشد مدنی کی تشریف آوری

۲۵ر جون: مولانا محمد ارشد مدنی صاحبزادہ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ اچانک ۲۵ر جون کو دارالعلوم تشریف لائے ۔ دن بھر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ رہے ۔ رات سخاکوٹ جاکر حضرت مولانا عزیر گل مدظلہ کے ہاں قیام کیا۔ دوسرے دن پشاور ٹھہرے۔

۲۶ر جون: کو بعد از نماز جمعہ بعض احباب کے اصرار پر آپ پشاور تشریف لے گئے اور بعد از عصر ڈاکٹر ضیاء الاسلام کی دعوت پر یونیورسٹی ٹاؤن کی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔

۲۷ر جون: کو واپسی پر دوبارہ تشریف لائے۔ اس وقت میں بھی موجود تھا بعد از ظہر انکی معیت میں راولپنڈی روانہ ہوئے ۵ بجے کے جہاز سے انہیں الوداع کہا اور مولانا ارشد صاحب کراچی ملتان لاہور ہوتے ہوئے قبل از رمضان ہی عازم دیو بند ہوئے۔

مولانا بام جی افریقی کا واٹر کولروں کا عطیہ

انہی ایام میں مولانا محمد طاسین صاحب ،مولانا محمد بنوری، اور مولانا بانجی صاحب (افریقہ والے) بھی دارالعلوم تشریف لائے اور حضرت والد ماجد مدظلہ سے ملاقات کی۔ مولانا بام جی صاحب نے جو ہمیشہ سے مدارس کی سرپرستی کرنے والے اہل خیر میں ہیں ، دارالعلوم میں بجلی سے چلنے والے ٹھنڈے پانی کے بڑے واٹر کولر کی ضرورت کا احساس کیا اور واپسی سے قبل اسے مہیا کرنے کا نظم بھی فرمایا۔ اب یہ دو واٹر کولر تقریباً بیس ہزار روپے کے مصارف سے دارالعلوم میں کام شروع کر چکے ہیں اور اپنے معطی حضرات کیلئے صدقۂ جاریہ کا باعث بن رہے ہیں۔

۲ر جولائی: کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ لارنسپور وولن ملز میں تعمیر شدہ عالیشان مسجد کا افتتاح فرمایا اور اس موقع پر فضیلتِ مساجد پر عالمانہ خطاب بھی کیا۔ یہ سفر آپ نے جناب حسین داؤد صاحب ایم ۔ ڈی اور جناب خواجہ امان اللہ صاحب ڈائرکٹر داؤد کارپوریشن کی شدید خواہش

پر کیا۔

کتابوں کا گرانقدر عطیہ

حسن ابدال کے جناب مولانا قاضی عبدالقادر ہزاروی مرحوم رحلت کے بعد اسلامی علوم وفنون کی گرانقدر کتابوں کا ذخیرہ چھوڑ چکے تھے۔ اب یہ نادر خزانہ مرحوم کے فرزند مولانا عبدالقیوم صاحب اور مولانا حافظ عبدالقادر صاحب کے مساعی سے کتب خانہ دارالعلوم میں وقف ہوکر محفوظ ہو چکا ہے۔ تقریباً دو سو کتابیں حدیث وتفسیر کی ضخیم مجلدات اور کچھ نہایت نادر قلمی مخطوطات بھی ان میں شامل ہیں۔ ارباب دارالعلوم اس علمی عطیہ پر مرحوم کے رفع درجات کے متمنی اور تمام متعلقہ حضرات کا ممنون ہیں۔

مولانا شیر علی شاہ کا دورہ تفسیر

۳/جولائی: اس سال یکم رمضان المبارک سے دارالعلوم میں حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب سابق استاذ دارالعلوم حقانیہ قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر پڑھا رہے ہیں۔ طلبہ اور مقامی حضرات ذوق وشوق سے شریک ہوتے ہیں۔ اس طرح الحمد للہ دارالحدیث شہر نزول قرآن مجید میں دارالتفسیر بن گیا ہے۔ مولانا موصوف دارالعلوم کے ہونہار قدیم فاضل اور اب پچھلے ۹ سال سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ موصوف تعطیلات میں گھر تشریف لائے ہوئے ہیں۔

مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کا وفاقی شرعی عدالت کا جج مقرر ہونا

جولائی ۱۹۸۱ء: دیرینہ محترم دوست جناب مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کراچی جوان دنوں وفاقی شرعی عدالت کے معزز جج کے طور پر اسلام آباد میں مقیم ہیں۔ رمضان المبارک میں تشریف لائے۔ دو دن یہاں قیام فرمایا اور حضرت والد ماجد مدظلہ کی زیارت کی، مولانا موصوف کی نئی ذمہ داریوں پر مبارکباد اور استقامت وکامیابی کی دعا کرتے ہیں۔

شیخ الحدیث مدظلہ کا جہاد اور اشتراکیت کے خطرات کے موضوع پر نماز عید سے قبل خطاب

۲۔اگست ۱۹۸۱ء بروز اتوار: عیدالفطر کے دن عیدگاہ میں ہزاروں افراد سے نماز عید سے قبل حسب دستور حضرت مدظلہ نے خطاب فرمایا اور خطاب میں دیگر امور کے علاوہ افغانستان کے جہاد اور عالم اسلام بالخصوص پاکستان پر اشتراکیت کے منڈلانے والے خطرات سے سامعین کو آگاہ کیا اور جہاد کی فتح اور ملک وملت کی سلامتی کیلئے دعائیں کیں۔